Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

لاہوری گیٹ کا وہ مکان

محمد بلال فیاض

اُس جوڑے کی کہانی جو نئے مکان میں شفٹ ہوا تھا'

مگر وہ جگہ تو ہزاروں برس سے کسی اور ہی مخلوق کی آماجگاہ تھی

جیسے ہی اس نے کچن کی دہلیز پر قدم رکھا، وہ ٹھٹک کر رک گئی۔ سامنے سلیب پر کوئی عجیب سی چیز پڑی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی آگے بڑھی تو بے اختیار خوف کی ایک لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کرگئی۔ سلیب پر چولہے کے پاس ایک بڑے سائز کی چمگادڑ بے حس و حرکت پڑی تھی۔ وہ الٹے قدموں واپس کچن کی دہلیز تک آئی۔ ایک ہاتھ سینے پر رکھے وہ یک ٹک پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے جارہی تھی۔ کالی سی وہ بدصورت چمگادڑ آخر آ کہاں سے سکتی تھی۔ کچن کے روشن دان میں جالی لگی ہوئی تھی۔ کچن سے باہر نکل کر اس نے ہر طرف کا جائزہ لیا۔ تمام کھڑکیاں اور روشن دان جالیوں سے پُر تھے۔ پھر یہ چمگادڑ؟ دماغ میں بہت سے سوالیہ نشان چکرانے لگے۔

''نسرین خالہ..... خالہ.....'' وہ چلائی۔ چہرے پر خوف اور حیرت کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔ خالہ ہاتھ میں جھاڑن پکڑے بھاگی بھاگی آئی تھی۔

''وہ..... وہاں..... وہ دیکھئے۔'' اس کے اشارہ کرنے پر خالہ کچن کی طرف بڑھی۔ قریب جاکر جانچتی نظروں سے وہ بغور اسے دیکھتی رہی۔

''خالہ قریب نہ جائیں، کہیں یہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچادے۔'' وہ کچن کی دہلیز پر کھڑی ہی ہدایات دے رہی تھی۔ اندر جانے کی اس میں ہمت نہ تھی۔

''ارے کچھ نہیں ہوتا بی بی جی۔'' کہہ کر وہ آگے بڑھی۔ ہاتھ بڑھا کر انگلی سے جیسے ہی اس چمگادڑ کو چھوا تو اگلے ہی لمحے وہ چمگادڑ حرکت میں آئی اور تیزی سے پھڑ پھڑاتی ہوئی، نادیہ کے کندھے کو چھوتی ہوئی کچن سے باہر نکل گئی۔ اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا اور کندھے کو چھوتے ہی جیسے اس کی جان نکل گئی تھی۔ کچن سے نکل کر وہ چمگادڑ کہاں غائب ہوئی اس بات کی فکر اس وقت کسے تھی۔ ایک زوردار چیخ تھی جو نادیہ کے حلق سے برآمد ہوئی تھی اور خالہ کچن میں اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

اس نے فوراً احمر کو فون کیا مگر وہ اپنے باس کے ساتھ کسی میٹنگ میں مصروف ہونے کی وجہ سے فوراً نہ آسکا۔ حواس کچھ بحال ہوئے تو اس نے خالہ کے ساتھ مل کر گھر کا کونا کونا چھان مارا مگر وہ چمگادڑ تو یوں غائب ہوئی تھی جیسے سرے سے وہاں آئی ہی نہ ہو۔

''آخر چمگادڑ گئی تو گئی کہاں؟'' تھک ہار کر وہ صوفے پر ڈھے گئی۔ خالہ پاس ہی نیچے کارپٹ پر بیٹھ گئی۔

''نجانے کہاں دفعان ہوئی..... میں نے تو اسے کچن سے نکلتے ہی دیکھا تھا..... اس کے بعد کا پتا نہیں۔'' خالہ نے ہاتھ نچا کر کہا۔ نادیہ کے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں تھیں۔

''آپ لوگوں کے آنے سے پہلے یہ گھر کچھ عرصہ بند رہا تھا اور بند گھروں میں ایسی ویسی چیزیں نکل ہی آتی ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں بی بی جی۔'' خالہ کی اس بودی دلیل پر اس نے گھور کر اسے دیکھا کیونکہ پچھلے تین دن سے تو وہ خالہ کے ساتھ مل کر اس گھر کو صاف کر کر کے ہلکان ہوگئی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اب گھر شیشے کی طرح چمک رہا تھا۔

اور چمگادڑ کسی سوالیہ نشان کی طرح ہی رہی۔ وہ کہاں سے آئی اور کہاں گئی۔ یہ معمہ حل نہ ہو سکا۔

انہیں اس مکان میں شفٹ ہوئے تین دن ہی ہوئے تھے۔ اندرون شہر کے ایک بہتر محلے میں انہیں یہ مکان کافی سستے داموں مل گیا تھا۔ ابھی انہیں اس مکان میں آئے ایک دن ہی ہوا تھا جب اگلے دن صبح صبح بیرونی دروازے کی گھنٹی بجی اور پھر دروازہ زور زور سے بجایا جانے لگا۔ ان کے اس گھر میں شفٹ ہونے کے بعد یہ پہلی اجنبی دستک تھی۔

''کون؟'' نادیہ نے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھنا ضروری سمجھا کیونکہ احمر اس وقت ناشتا لینے باہر گیا ہوا تھا اور وہ گھر میں اکیلی تھی۔

''دروازہ کھولیں بی بی جی..... میں ہوں نسرین۔'' ایک شفیق زنانہ آواز آئی۔ اس نے پرسوچ انداز میں بند دروازے کو دیکھا۔ فی الوقت اس کے ذہن میں ایسی کوئی نسرین نامی خاتون نہ آسکی جسے وہ جانتی ہو۔

دروازہ ایک بار پھر بجایا گیا۔ اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانک کر دیکھا۔ درمیانی عمر کی ایک عورت نے نرم مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اور ساتھ ہی سلام جھاڑا۔

''سلام بی بی جی! میرا نام نسرین ہے..... اور ویسے

مجھے سب خالہ، خالہ کہتے ہیں۔ آپ لوگ شاید یہاں نئے شفٹ ہوئے ہیں۔ آپ سے پہلے جو باجی یہاں رہتی تھیں وہ تو مجھے اچھی طرح جانتی تھیں۔ میں اس گھر میں صفائی کرتی تھی، بلکہ کپڑے، برتن سب کچھ..... محلے داروں سے مجھے پتا لگا کہ یہ گھر پھر۔ آباد ہوگیا ہے تو سوچا کہ پوچھ لوں آپ کو گھر کے کام کاج کے لیے کسی عورت کی ضرورت ہے تو میں حاضر ہوں۔ بیوہ عورت ہوں جی..... اور یہی کام کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہوں۔'' اس نے ایک ہی سانس میں سارا تعارف کرا ڈالا۔ وہ پہلے چپ چاپ سنتی رہی، پھر بولی۔

''یہاں، اس محلے میں کس گھر میں کام کرتی ہیں آپ؟''

''یہ جو گلی کی نکڑ پہ سبز گیٹ والا گھر ہے نا باجی فرحت کا، وہاں کام کرتی ہوں جی۔ آپ اپنی تسلی کروالیں۔ میں جانتی ہوں آج کل حالات اچھے نہیں اور انجان بندے پر اعتبار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن میں کوئی ایسی ویسی عورت نہیں ہوں بی بی جی۔''

''ارے نہیں، ایسی کوئی بات نہیں.....'' نادیہ شرمندہ سی ہوگئی۔ شاید خالہ نے اس کی جانچتی نظروں کے جواب میں یہ وضاحت پیش کی تھی۔

''ٹھیک ہے خالہ، آپ آج دوپہر سے ہی آجایئے۔'' کہہ کر وہ دروازہ بند کیے اندر آگئی۔ وہ عورت اسے شریف اور ضرورت مند لگی تھی مگر دل ہی دل میں اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ فرحت باجی کی طرف جا کر تصدیق ضرور کرلے گی کیونکہ آج کل کے دور میں واقعی کسی پر اعتبار کرنا مشکل تھا۔

دوپہر کو خالہ آگئی اور بڑی دل جمعی سے اس کے ساتھ سارا کام کروایا۔ شام کو وہ اتنا تھک چکی تھی کہ فرحت باجی کے گھر جانے اور ان سے نسرین خالہ کی بابت پوچھنے کا ٹائم ہی نہ ملا۔ سو اس نے یہ کام اگلے دن پر اٹھا رکھا۔

اگلے دن احمد کے آفس جانے کے چند گھنٹوں بعد چمگادڑ والا واقعہ رونما ہوگیا جسے لے کر نادیہ خاصی پریشان تھی۔

''ویسے خالہ ایک بات بتائیں۔ یہ گھر کب سے بند پڑا تھا؟'' کسی سوچ کے زیر اثر نادیہ اس سے پوچھ بیٹھی۔

''کافی عرصے سے بند پڑا تھا۔ کوئی گاہک ہی نہیں لگتا تھا اس کا۔ محلے والے تو سب جانتے ہی تھے کیونکہ......'' اپنی ہی رو میں بولتے بولتے وہ اچانک خاموش ہوگئی۔ نادیہ چونکی۔

''کیا مطلب؟ کیا جانتے تھے محلے والے..... اور آپ اچانک کچھ بتاتے بتاتے رک کیوں گئیں خالہ؟''

''پتا نہیں بی بی آپ ایسی باتوں پر یقین کرتی بھی ہیں یا نہیں..... مگر حقیقت تو یہی ہے کہ.....'' چند ثانیوں کے لیے وہ رکی پھر بولی۔ ''بس بی بی جی! یہاں تو کئی لوگ آئے اور کئی گئے..... آپ سے پہلے جو رابعہ باجی یہاں رہتی تھیں ان کے ساتھ بھی بہت برا ہوا۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے، کئی عجیب وغریب واقعات تو میری آنکھوں کے سامنے رونما ہوئے تھے۔'' بتاتے ہوئے خالہ اس کے قریب کھسک آئی۔ اس کی آواز سرگوشی سے بلند نہ تھی۔ وہ یوں بول رہی تھی جیسے کسی اور کے سن لینے کا خطرہ لاحق ہو۔ نادیہ دہل کر رہ گئی۔

''کک..... کک..... کیا؟'' وہ بمشکل اتنا ہی بول پائی۔

''کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ گھر آسیب زدہ ہے۔ یہاں تو کوئی ٹکتا ہی نہیں۔ بڑے بڑے نقصان اٹھائے ہیں جی لوگوں نے جو یہاں رہ کر گئے ہیں۔ میں نے تو خود اپنی ان گناہ گار آنکھوں سے دیکھا تھا۔ رابعہ باجی نے اپنے تینوں بچے گنوا دیے۔ ہائے بیچاری! مجھے تو بڑا ترس آتا تھا جی ان کی حالت پر۔ نیم پاگل سی ہوگئی تھیں۔ یقیناً یہ گھر آپ کو بڑے سستے داموں ملا ہوگا۔'' ساری باتیں بتا کر اس نے قیاس آرائی کی۔

''ہاں..... مگر.....'' نادیہ نے گھبرائی آواز میں اتنا ہی کہا تھا کہ خالہ بول اٹھی۔

''ہائے بے چاری باجی رابعہ.....'' خالہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور پھر سے شروع ہوگئی۔

''پہلے تو کئی دن گھر کی دیواروں پر خون کے چھینٹے پڑتے رہے۔ بڑے بڑے عاملوں کو لایا گیا۔ مگر قسمت میں جو لکھا ہو وہ تو ہو کر ہی رہتا ہے جی۔ ایک

رات اچانک ان کے تینوں بچے غائب ہو گئے۔ بڑا بیٹا دس سال کا تھا، اس کے بعد بیٹی تھی آٹھ سال کی اور سب سے چھوٹا بیٹا پانچ سال کا تھا۔ ہائے معصوم بچے۔آج بھی سوچتی ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔''

''کیا مطلب؟ کیا راتوں رات تینوں بچے خود بخود گھر سے غائب ہو گئے؟'' نادیہ آلتی پالتی مارے صوفے میں دھنس بیٹھی۔خوف سے مزید سمٹ کر رہ گئی۔ایک ہاتھ سینے پر دھرا تھا۔

''ارے ہاں تو اور کیا.....صبح اٹھ کر دونوں میاں بیوی نے پاگلوں کی طرح انہیں ڈھونڈا۔ پورا گھر چھان مارا مگر بچے تو کہیں نہ ملے لیکن گھر کے پچھلے صحن کا نقشہ ہی اور تھا۔صحن میں ایک ساتھ قطار میں تین قبریں بنی ہوئی تھیں.....''

''ہائے نہیں.....'' نادیہ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی تھی۔

''ارے آگے تو سنیے بی بی جی! رابعہ باجی تو خوف سے وہیں بے ہوش ہو گئیں۔ان کے شوہر نے پاگلوں کی طرح آگے بڑھ کر قبریں کھود ڈالیں۔ان کے تینوں بچے قبروں میں مردہ حالت میں پڑے تھے۔ اف کیا قیامت تھی جو ان دونوں پر ٹوٹی تھی۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔خدا ایسا دکھ دشمن کو بھی نہ دے۔'' خالہ نے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا اور نادیہ کی تو وہ حالت تھی کہ کاٹو تو لہو نہیں۔اس نے زندگی میں پہلی بار بے اولاد ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔

''بس بی بی جی! سنا ہے کوئی ایسا زبردست آسیب ہے یہاں جو کسی کو بسنے بھی نہیں دیتا اس گھر میں۔برباد کر کے رکھ دیتا ہے.....خدا آپ لوگوں کو محفوظ رکھے۔''

سکڑی سمٹی بیٹھی نادیہ سانس روکے، آنکھیں پھاڑے خالہ کی باتیں سن رہی تھی۔

''اور جب بچوں کا پوسٹ مارٹم کروایا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ بچوں کی موت دم گھٹنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔''

''اوہ میرے خدا! تو کیا بچوں کو زندہ سلامت قبر میں گاڑ دیا گیا تھا؟'' نادیہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''ہاں جی! سب یہی خیال کرتے ہیں۔اور بچوں کی الم ناک موت سے ایک دن پہلے میں نے رابعہ باجی کے بیڈ روم میں جو منظر دیکھا میری تو جان نکل گئی جی۔''

''کک.....کیا دیکھا خالہ آپ نے؟''

''ایک صبح میں صفائی کرنے باجی کے بیڈ روم میں گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ عین بستر کے درمیان میں ایک کالا سر کٹا کتا پڑا تھا اور پورے بیڈ پر تازہ خون پھیلا ہوا تھا۔ میں الٹے قدموں واپس بھاگی۔رابعہ باجی اس وقت کچن میں تھیں۔'' خالہ ابھی بات کر رہی تھی کہ بیرونی دروازے کی گھنٹی بجی۔گھنٹی بجانے کا وہ مخصوص سا اسٹائل احمر کا ہی تھا۔

''احمر آگئے۔'' نادیہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''میں کھولتی ہوں دروازہ۔'' خالہ بات ادھوری چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''نن.....نہیں.....خالہ میں کھولتی ہوں۔ بلکہ ہم دونوں اکٹھے چلتے ہیں۔'' مارے خوف کے نادیہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ دو منٹ بھی تنہا بیٹھنا اس کے لیے سوہان روح تھا۔

احمر کے آنے پر نادیہ نے خالہ کو چھٹی دے دی اور خود احمر کو لیے کمرے میں آگئی۔

''احمر! ہم سے تو بڑی غلطی ہوگئی جو یہ گھر خرید لیا۔'' پریشانی اور خوف سے اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

''ارے یار! کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ایک چمگادڑ کو لے کر تم اتنا سیریس ہو رہی ہو۔ میں بھی بھاگم بھاگ آیا آفس سے کہ پتا نہیں محترمہ کو کیا ہو گیا ہے۔کیا زندگی میں کبھی چمگادڑ نہیں دیکھی تم نے؟''

''یہ بات نہیں ہے کہ میں نے کبھی چمگادڑ نہیں دیکھی یا میں چمگادڑ سے ڈر گئی۔سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر چمگادڑ آئی کہاں سے اور پھر غائب کہاں ہوگئی؟''

''چمگادڑ ہی تھی، کوئی ہاتھی تو نہیں تھا جو کچن میں یا گھر میں داخل نہیں ہو سکتا اور غائب ہونے کا کیا مطلب ہے۔ارے بھئی اُڑ گئی ہوگی اِدھر اُدھر کہیں۔تم پڑھی لکھی عورت ہو، دل میں ایسے وہم کیوں پال رہی ہو۔'' احمر نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو اس نے خالہ نسرین کی

بتائی ساری باتیں اس کے گوش گزار کر دیں۔

"یہ خالہ تمہیں حوصلہ دینے کے بجائے تمہیں ڈراتی رہی ہے کیا۔ عجیب جاہل عورت ہے یہ۔" وہ غصے سے بولا۔ "اور حیرت مجھے اس بات کی ہے کہ تم نے اس ان پڑھ، ضعیف الاعتقاد عورت کی باتوں پر یقین کر لیا۔ کمال ہے بھئی۔"

"یہ بات تو میں مانتی ہوں کہ وہ ان پڑھ عورت ہے مگر اس نے مجھے بڑا حوصلہ دیا ہے احمر۔ وہ نہ ہوتی تو شاید میں بے ہوش پڑی ہوتی اس وقت.... خالہ کی موجودگی سے میرے دل کو بڑا حوصلہ ہوا اور میرا دل کہتا ہے کہ خالہ کی ساری باتیں جھوٹ یا فرضی ہرگز نہیں ہیں.... بھلا وہ کوئی میری دشمن ہیں جو ایسے فرضی واقعات گھڑ گھڑ کر مجھے سنائیں گی۔ کچھ تو ہے۔ کچھ تو ہے ان واقعات کے پس پردہ۔"

"یار تمہارے منہ سے ایسی باتیں سوٹ نہیں کرتیں۔ تم تو ایک ایجوکیٹڈ عورت ہو۔ اگر کوئی ان پڑھ عورت ایسی باتیں کرتی تو مجھے حیرت نہ ہوتی۔" اس نے افسوس سے سر ہلایا۔

"اس کائنات پر جنات کے وجود سے تو انکار نہیں ہے نا آپ کو؟ اور ایک بات آپ مجھے بتائیں کہ ہمیں یہ گھر اتنا سستا کیوں ملا؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ اس علاقے میں زمین کا کیا ریٹ ہے اور اس حساب سے تو یہ گھر ہمیں کوڑیوں کے مول ملا ہے۔ آخر کیوں؟"

"نادیہ تم کیوں دو مختلف باتوں کو آپس میں گڈمڈ کر رہی ہو۔ تمہیں یاد ہو گا ڈیلر نے ہمیں بتایا بھی تھا کہ مالک مکان جلد از جلد بیرون ملک شفٹ ہونا چاہتا ہے اور اس کے پاس وقت بھی کم تھا۔ وہ جلد از جلد اپنی جائیداد فروخت کرنے کے چکر میں تھا۔ اور پلیز اب یہ سوال مت اٹھانا کہ وہ اتنی جلدی بیرون ملک کیوں جانا چاہتا تھا، کیونکہ یہ اس کا پرسنل معاملہ تھا۔" احمر کی باتوں پر نادیہ نے مزید بحث کا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ احمر اپنی ضد کا پکا ہے۔ وہ کبھی بھی سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کرے گا۔

مگر وہ رات نادیہ پر خاصی بھاری گزری تھی۔ ساری رات وہ سو نہ سکی۔ کبھی اس کی آنکھوں کے سامنے سر کٹا کالا کتا آ جاتا اور کبھی بدصورت چمگادڑ۔ تین بچوں کو گھر کے پچھلے صحن میں قبریں بنا کر ان میں زندہ گاڑ دینے والی بات اس کے ذہن کی اسکرین پر ساری رات کسی فلم کی طرح چلتی رہی تھی۔

☆......☆

اگلے دن احمر کے دفتر جانے کے بعد وہ خالہ کا انتظار کرنے لگی۔ آج وہ معمول سے کچھ لیٹ ہو گئی تھی۔ آدھا گھنٹہ مزید انتظار کے بعد بھی جب وہ نہ آئی تو اس نے دھوپ لگوانے کے لیے بستر اٹھائے اور چھت پر جانے کے لیے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ چھت کا دروازہ کھول کر جیسے ہی اس نے چھت پر پہلا قدم رکھا، خوف و دہشت سے بے اختیار اس کی چیخ نکل گئی۔ ایک لمحے کے لیے وہ پتھرا کر رہ گئی۔ یہ سب اسے اپنی آنکھوں کا دھوکا محسوس ہو رہا تھا۔ پوری چھت اس وقت چھوٹے بڑے چمگادڑوں سے بھری ہوئی تھی۔ بدصورت ہئیت کے بہت سے چمگادڑ چھت پر اڑتے، گرتے بڑا ہی ہیبت ناک منظر پیش کر رہے تھے۔ دن کی اس روشنی میں بھی اسے لگا جیسے وہ کوئی رات کے آخری پہر کا ڈراؤنا خواب ہے۔ ایک جھٹکے سے وہ الٹے قدموں نیچے بھاگ آئی تھی بستر تو سیڑھیوں پر ہی گر گیا تھا۔ کچھ دیر بعد خالہ آئی تو وہ ڈرتے ڈرتے دروازے تک گئی۔

"شکر ہے خالہ آپ آ گئیں۔" وہ اس سے لپٹ گئی۔

"ارے کیا ہوا بی بی! خیریت تو ہے؟"

"بس خیریت ہی تو نہیں ہے خالہ۔" یہ کہہ کر اس نے سارا واقعہ ان کے گوش گزار کیا۔

"ہائے میرے خدا۔" خالہ نے سینے پر دوہتھڑ مارا۔ "بی بی میری بات مانو تو یہاں سے چلی جاؤ۔ اس سے پہلے کہ یہ آسیب تمہیں یا تمہارے شوہر کو کوئی جانی نقصان پہنچائے۔" وہ جو پہلے ہی خوف زدہ تھی خالہ کی بات سن کر مزید دہل گئی۔

شام کو احمر آفس سے آیا تو نادیہ آج کا تازہ واقعہ اس کو سنانے کے لیے بے چین تھی۔ اس نے خاموشی سے سارا واقعہ سنا۔ دل ہی دل میں وہ سوچ رہا تھا کہ نادیہ کو وہم ہو چلا ہے اور اب اس کے وہم کا علاج تسلی